www.HallaGulla.com

ویران سرائے کا دیا

عبید اللہ علیم

Virtual Home
for Real People

اُس کے نام

جس کا نام

دیا جلائے

صبح و شام

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

محراب

1۔ دیئے کی کہانی 07

2۔ ویران سرائے کا دیا 12

3۔ کچھ عشق تھا کچھ مجبوری تھی سو میں نے جیون وار دیا 13

4۔ خوشبو تھا بدن سے تنگ تھا میں 14

5۔ تم ایسی محبت مت کرنا 16

6۔ عجیب تھی وہ عجب طرح چاہتا تھا میں 17

7۔ باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے 18

8۔ کُوچہ عشق سے کچھ خواب اُٹھا کر لے آئے 19

9۔ دُعا دُعا چہرہ 20

10۔ ایک شعر 23

11۔ تو اپنی آواز میں گُم ہے میں اپنی آواز میں چُپ 24

12۔ وہ میرا خواب اگر خواب کے برابر ہے 25

13۔ تمھارے بعد بھی کچھ دن ہمیں سُہانے لگے 26

14۔ پَل 27

15۔ ایک میں بھی ہوں گُلہ داروں کے بیچ 28

16۔ اب تو یُوں خانۂ تنہائی میں محبوب ائے 30

17۔ جب لفظ کبھی ادب لکھو گے 31

18۔ چہرہ ہوا اور مری تصویر ہوئے سب 32

19۔ جو مہرباں کوئی چہرہ نظر بھی آتا ہے 33
20۔ میں کیسے جیئوں گر یہ دُنیا ہر آن نئی تصویر نہ ہو 34
21۔ اُس نے کیا اُسے صلہ دے 35
22۔ ایک شعر 37
23۔ آوارگی پہ ہم نے بہت دن گُزر گیا 38
24۔ آزادی 40
25۔ دل کی پاتال سرا سے آئی 41
26۔ ایک شعر 43
27۔ اک شخص سماں بدل گیا ہے 44
28۔ جتنی دیر مِلوں میں اُس سے 45
29۔ مٹّی تھا میں خمیر ترے ناز سے اُٹھا 46
30۔ کمالِ آدمی کی انتہا ہے 47
31۔ ایک شعر 49
32۔ وہ رات بے پناہ تھی اور میں غریب تھا 50
33۔ سخن میں سہل نہیں جاں نکال کر رکھنا 52
34۔ ایسی تیز ہوا اور ایسی رات نہیں دیکھی 53
35۔ گزرتی ہے جو دل پر دیکھنے والا فقط تو ہے 54
36۔ پڑھ اسطرحا سم اپنے رب کا 55
37۔ ایک شعر 57
38۔ منظرِ ہفت سما آنکھ میں جب خوب آیا 58
39۔ اپنا احوال سُنا کر لے جائے 60
40۔ ملے ہو تم تو بچھڑ کر اُداس مت کرنا 61
41۔ اگلی محبتوں کے فسانے کہاں تک 62

42۔ کبھی ملیں پھر	64
43۔ آغاز کرو بدن سے اور پھر	65
44۔ یاد	67
45۔ وصالیہ	68
46۔ ایک شعر	69
47۔ وحشت اُسی سے پھر بھی وہی یار دیکھنا	70
49۔ ایک شعر	72
50۔ اور سب زندگی پہ تہمت ہے	73
51۔ قید ہی شرط ہے اگر یہ بھی مری سزا کرو	74
52۔ ایک کہانی ختم ہوئی انجام سے پہلے ہی	75
53۔ گیت	76
54۔ گیت	77
55۔ گیت	78
56۔ گیت	79
57۔ چہرے	80
58۔ تن مٹّی من مٹّی جیون مٹّی	81
59۔ چاند جب دیکھا سمندر کے کنارے ہم نے	82
60۔ ہجر کرتے یا کوئی وصل گزارا کرتے	83
61۔ پہلا شاعر میرؔ ہوا اس کے بعد ہوں میں	84
62۔ سمجھنے والے سمجھ لیں گے استعارہ ذات	85
63۔ ملتا جلتا حال میرؔ کے ساتھ	86
64۔ دو شعر	87
65۔ زمین جب ہوئی کربلا ہمارے لئے	88

66۔ ایک شعر 90

67۔ آئینہ 90

68۔ دو شعر 92

69۔ دُکھ 94

70۔ ایک مصرع 94

71۔ دل ہی تھے ہم دُکھے ہوئے تم نے دُکھا لیا تو کیا 95

72۔ مانا میں جل جل راکھ ہوا دنیا میں اُجالا ہے کہ نہیں 96

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

دئیے کی کہانی

www.HallaGulla.com Virtual Home for Real People

چاند چہرہ ستارہ آنکھیں ۱۹۷۴ء مین پہلی بار رُونما ہوا تھا۔ آپ نے اُسے جس محبّت اور شوق سے ہجوم در ہجوم دیکھا اور دیکھ رہے ہیں اُس کے لیے جہاں میں اپنے رب کا شکر گُزار ہوں وہاں آپ کے لیے بھی میرا سینہ دُعائے خیر سے بھرا ہوا ہے۔ مجھے یقین ہوا کہ سچّے جذبوں اور خوابوں کی نمو پذیری کا عمل اُسی رح دُوسری رُوحوں میں پُھولتا اور پھلتا چلا جاتا ہے جس قوّت اور محبت سے اُس نے رُوحِ شاعر میں جلوہ گری کی ہو۔ طبیعتوں کے فرق اور مزاج اور ذوق کی بلندی اور پستی سے اکتباس اور جذباتی فرق ضرور پیدا ہوتا ہے، مگر یہ اور بات ہے ۔اصل بات یہ ہے کہ محسوس کرنے والے کو محسوس محسوس کر ہی لیتے ہیں۔

ویران سرائے کا دیا دو استعاروں کا ایک گہرا اور بلیغ استعارہ ہے۔ ویران سرائے انسان ہے، اُس کا وجود ہے، گھر ہے، کائنات ہے اور ہر وہ شے قدر ہے جس کا اندرون اور بیرون اپنے دائرے اور مرکز یئے سے ہٹ گیا ہے اور اُس کا ہونا ہونے کی طرح نہیں ہے۔ دیا اللہ نور السمٰوات والارض ہے ، دیا اُس کا نُورٌ علیٰ نُور آدمی ہے، دل ہے، عشق ہے، حُسن ہے، عقل ہے، ایک طاقت اور اکائی ہے۔ دیا روشنی اور توانائی ہے، دیا قامت کی قیامت بھی ہے اور اُس کی ادائے حیا بھی دیا حُسنِ ظاہر کا ایک دلپذیر تماشا بھی ہے اور حُسنِ باطن کا ایک جاں

گُداز کشف بھی ۔ یہ ایک شاعر کی وجدانی اور وارداتی کہانی کا مثالیہ بھی ہے اور اشاریہ بھی ۔ یہ زمینی اور ماورائی حقیقتوں اور رشتوں سے جُڑنے اور ہم آہنگ ہونے کی ایک والہانہ کہانی ہے۔ یہ میری کہانی ہےاوراس طرح یہ ہراُس آدمی کی کہانی ہے جو دل میں کوئی دیا جلائے ہوئے مُسلسل ِکسی حُسن میں گُم ہوتے رہنے کا تمنّائی ہے۔

میرا ایمان ہے کہ شاعر اگر حقیقتاً شاعر ہواور اندر باہر زندہ ہوتو کوئی لفظ نہ مُردہ ہوتا ہے نہ وامانده ۔ لفظ کا نُورِ ظہور شخصیت اور ذات کی شُنیدنی ، دیدنی اور چشیدنی حالتوں ، کیفیتوں اور ذائقوں سے اپنے دائروں ، سطحوں اور منطقوں سے ماورائیت کی جانب جست خیز ہوتا ہے۔ جتنے گہراوٗ میں یہ اضافت لگتی ہے اُتنے ہی گہراوٗ میں لفظ بولتا ہے اوراپنے سیاق و سباق اوراپنی روایت میں بظاہر وہی ہونے کے باوجود بہ باطن وہی نہیں ہوتا بلکہ ایک نئی شان ، ایک نئی قُدرت اور ایک نئے جہانِ معنی کا مظہر ہوجاتا ہے، اور جب یُوں ہوتا ہے تو بولنے والا اپنے لفظ سے پہچانا جاتا ہےاور لفظ بولنے والے کی شناخت بن جاتا ہے ۔ ایسی حالت میں فطری شاعر کوزبان و بیان اورا سلوب و ہیئت کے گورکھ دھندوں میں اُلجھنے کی ضرورت نہیں پڑتی ، کیونکہ وہ خود اپنی جگہ زبان و بیان اوراسلوب وہیئت کا مُنہ بولتا آئینہ بن جاتا ہےاور ہر سانچے کو بظاہر وہ رکھتے ہوئے اپنی باطنی تجلّی کے انکشاف سے اُسے اور سے اور بنا دیتا ہے اور یہی اصل شاعر کا منصب ہے اور یہی اُس کا مقصود ۔

میرا یہ بھی ایمان ہے کہ ِکسی بھی نظریے یا خیال کا محض رسمی تکراری عمل، نظریے یا خیال کی شہادت کے لیے کافی نہیں ہوتا جب تک کہ وہ انسانی وجو میں اپنی مُسلسل اور متواتر

یقینی پیدائش کا عملی ثبوت نہ فراہم کرتا چلا جائے ۔ وہم اور وسوسے کی اپنی تنہائیاں ہیں ۔علم اور یقین کی اپنی محفل آرائیاں ہیں ۔خوں اور انا، صحرائے وجود کی خواب سراب بُھول بُھلیاں ہیں ۔ سپردگی وفنا گلزارِ وجود کی مہتاب گُلاب رُونمائیاں ہیں ۔ جب ذرّے کی کائنات اپنی قوتوں میں یکجائی ، وحدت ، تعاوت وتوازن اور سپردگی کے فعلی اعلان کی حد میں پہنچ گئی ہے تو پھر اُس جوہرِ کامل کی تسلیم میں اب جھگڑا کیا رہا جاتا ہے جس نے بہت پہلے ایک زندہ ، توانا اور زبردست خدا کے ہمیشہ ہونے کا حتمی اور آخری یقین دیا اور تعاون وتوازن ، فدائیت و فنائیت اور سپردگی کے راستے سے اپنے رب میں ایسے پیوند ہوا کہ مقامِ عبدیت کی انتہا ہوگیا۔ اُس آخری انسان کی جستِ آخر پر ذرّے کی فعلی گواہی، اسی جوہرِ کامل کی قولی اور فعلی شہادت یعنی لا الہ الا اللہ محمّد الرسول اللہ کی تصدیق کے سوا اور بھی کیا سکتی تھی سو مادّی اور ماورائی زبان سے ہی طے ہوا کہ انا نہیں بلکہ فنا، خودی نہیں بلکہ سپردگی ہی بقائے ذات وحیات کا محورِ اصل اور دائمی منشور ہے۔

ذرّے کی اثباتیت نے ابلیسی قوتوں کو اپنے اندر توڑ دیا ہے ۔مگر ٹوٹتے یہ قوّتیں ایک آخری جنگ کا الاؤ بھڑکا رہی ہیں ان کے غصّے اور نفرتیں آتشیں ذرّوں کی صورت کسی دم پھٹنے ہی والے ہیں اور یہ انسان کو دوبارہ غار کی جانب دھکیلنا چاہتی ہیں ، مگر اس اسفل آدم کی شکست ہمیشہ کی طرح اس کی قسمت ہے ، میں افضل مگر مظلوم آدم کے لشکر کا بہادر سپاہی ہوں ۔ میں ابلیسی خودی اور انا کے مقابلے پر آدم کا یقین ، سپردگی اور دُعا کا زادِ سفر لے کے نکلا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ رحمت کے بادل اس ابلیسی آگ کو پھر ٹھنڈا کرنے کے لیے تُلے کھڑے ہیں ۔ میرا

چاند چہرہ اب دُعا چہرہ ہو گیا ہے، میری ستارہ آنکھیں اب حیا حیا آنکھیں ہوئی ہیں۔ میں کسی نظریے یا خیال کے رسمی و تکراری عمل کا شاعر نہیں ۔ میں اپنے مُسلسل ظہور اور اپنی متواتر یقینی پیدائش کا شاہر ہوں ۔ میں زمینی اور آسمانی رشتوں، محبتوں اور صداقتوں کا شاہر ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ایسے شاعر کے لیے فنا کا قانون منسوخ ہو جاتا ہے۔

www.HallaGulla.com

Virtual Home for Real People

میں جو بولا کہا کہ یہ آواز
اُسی خانہ خراب کی سی ہے
میرؔ

www.HallaGulla.com Virtual Home for Real People

☆

ویران سرائے کا دیا ہے
جو کون و مکان میں جل رہا ہے

یہ کیسی بچھڑنے کی سزا ہے
آئینے میں چہرہ رکھ گیا ہے

خورشید مثال شخص کل شام
مٹّی کے سُپرد کردیا ہے

تم مرگئے حوصلہ تمہارا
زندہ ہوں یہ میرا حوصلہ ہے

اندر بھی زمیں کے روشنی ہو
مٹی میں چراغ رکھ دیا ہے

میں کون سا خواب دیکھتا ہوں
یہ کون سے مُلک کی فضا ہے

وہ کون سا ہاتھ ہے کہ جس نے
مجھ آگ کو خاک سے لکھا ہے

رکّھا تھا خلاء میں پاؤں مَیں نے
رستے میں ستارہ آگیا ہے

شاید کہ خُدا میں اور مُجھ میں
اِک جست کا اور فاصلہ ہے

گردش میں ہیں کتنی کائناتیں
بچّہ مرا پاؤں چل رہا ہے

☆

کچھ عشق تھا کچھ مجبوری تھی سو میں نے جیون وار دیا
میں کیسا زندہ آدمی تھا اِک شخص نے مجھ کو مار دیا

اِک سبز شاخ گلاب کی تھا اِک دُنیا اپنے خواب کی تھا
وہ ایک بہار جو آئی نہیں اُس کے لیے سب کچھ ہار دیا

یہ سجا سجایا گھر ساتھی مری ذات نہیں مرا حال نہیں
اے کاش کبھی تم جان سکو جو اس سُکھ نے آزاد دیا

میں کُھلی ہوئی اِک سچّائی مجھے جاننے والے جانتے ہیں
میں نے کن لوگوں سے نفرت کی اور کن لوگوں کو پیار دیا

وہ عشق بہت مشکل تھا مگر آسان نہ تھا یُوں جینا بھی
اُس عشق نے زندہ رہنے کا مجھے ظرف دیا پندار دیا

میں روتا ہوں اور آسمان سے تارے ٹوٹتے دیکھتا ہوں
اُن لوگوں پر جن لوگوں نے مرے لوگوں کو آزار دیا

وہ یار ہوں یا محبوب مرے یا کبھی کبھی ملنے والے
اِک لذّت سب کے ملنے میں وہ زخم دیا یا پیار دیا
۱۹۷۶ء

☆

خُوشبو تھا بدن سے تنگ تھا میں
جب شعلۂ رنگ رنگ تھا میں

سائے پہ پڑا ہُوا تھا سایہ
تعبیر پہ اپنی دنگ تھا میں

میں اپنی دلیل لانے والا
ہارا تو عجب ترنگ تھا میں

تم نے مجھے اُس طرح نہ جانا
جو عالم خواب رنگ تھا میں

ہاتھوں سے کچھ اپنے دوستوں کے
وہ پُھول پڑے کہ سنگ تھا میں

گزری ہوئی رات کی کہانی
وہ شمع تھی اور پتنگ تھا میں

پھر دہر پہ کیوں نہ پھیل جاتا
قامت پہ جب اپنے تنگ تھا میں

ترسی ہوئی رُوح پر زمیں کی
برسی ہوئی اک اُمنگ تھا میں

اے موسمِ ذات تُو بتانا
انسان کی کیسی جنگ تھا میں

۱۹۷ء

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

تُم ایسی محبت مت کرنا

تم ایسی محبت مت کرنا
مرے خوابوں میں چہرہ دیکھو
اور میری قائل ہو جاؤ
تم ایسی محبّت مت کرنا
مرے لفظوں میں وہ بات سُنو
جو بات لہو کی چاہت ہو
پھر اُس چاہت میں کھو جاؤ
تم ایسی محبت مت کرنا
یہ لفظ مرے یہ خواب مرے
ہر چند یہ جسم و جاں ٹھہرے
پر ایسے جسم و جاں تو نہیں
جو اور کسی کے پاس نہ ہوں
پھر یہ بھی ممکن ہے، سوچو
یہ لفظ مرے، یہ خواب مرے
سب جُھوٹے ہوں
تم ایسی محبت مت کرنا
گر کرو محبت تو ایسی
جس طرح کوئی سچّائی کی رَو ہر جُھوٹ کو سچ کر جاتی ہے

۱۹۷۴ء

☆

عجیب تھی وہ عجب طرح چاہتا تھا میں
وہ بات کرتی تھی اور خواب دیکھتا تھا میں

وصال کا ہو کہ اُس کے فراق کا موسم
وہ لذتیں تھیں کہ اندر سے ٹُوٹتا تھا میں

چڑھا ہوا تھا وہ نشّہ کہ کم نہ ہوتا تھا
ہزار بار اُبھرتا تھا ڈُوبتا تھا میں

بدن کا کھیل تھیں اُس کی محبتیں لیکن
جو بھید جسم کے تھے جاں سے کھولتا تھا میں

پھر اِس طرح کبھی سویا نہ اِس طرح جاگا
کہ رُوح نیند میں تھی اور جاگتا تھا میں

کہاں شکست ہوئی اور کہاں صلہ پایا
کسی کا عشق کسی سے نباہتا تھا میں

میں اہلِ زر کے مُقابل میں تھا فقط شاعر
مگر میں جیت گیا لفظ ہارتا تھا میں

۱۹۷۶ء

www.HallaGulla.com Virtual Home for Real People

☆

باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دُھوپ میں جو مجھے سایا دے سچا سایا گھر میں ہے

پاتال کے دُکھ وہ کیا جانیں جو سطح پہ ہیں ملنے والے
ہیں ایک حوالہ دوست مرے اور ایک حوالہ گھر میں ہے

مری عمر کے اِک اِک لمحے کو میں نے قید کیا ہے لفظوں میں
جو ہارا ہوں یا جیتا ہوں وہ سب سرمایہ گھر میں ہے

تُو ننّھا ایک دیا میں ایک سمندر اندھیارا
تُو جلتے جلتے بجھنے لگا اور پھر بھی اندھیرا گھر میں ہے

کیا سوانگ بھرے روٹی کے لیے عزّت کے لیے شہرت کے لیے
سُنو شام ہوئی اب گھر کو چلو کوئی شخص اکیلا گھر میں ہے

اِک ہجر زدہ بابل پیاری ترے جاگتے بچوں سے ہاری
اے شاعر کس دُنیا میں ہے تُو تری تنہا دُنیا گھر میں ہے

دُنیا میں کھپائے سال کئی آخر میں کُھلا احوال یہی
وہ گھر کا ہو یا باہر کا ہر دُکھ کا مداوا گھر میں ہے

۱۹۷۷ء

☆

کوچۂ عشق سے کچھ خون اُٹھا کر لے آئے
تھے گدا تحفۂ نایاب اُٹھا کر لے آئے

کون سی کشتی میں بیٹھیں ترے بندے مولا
اب جو دُنیا کوئی سیلاب اُٹھا کر لے آئے

ہائے وہ لوگ گئے چاند سے ملنے اور پھر
اپنے ہی ٹُوٹے ہوئے خواب اُٹھا کر لے آئے

ایسا ضدّی تھا مرا عشق نہ بہلا پھر بھی
لوگ سچ مُچ کئی مہتاب اُٹھا کر لے آئے

سطحِ ساحل نہ رہی جب کوئی قیمت اُن کی
ہم خزانوں کو تہہِ آب اُٹھا کر لے آئے

جب ملا حُسن بھی ہر جائی تو اُس بزم سے ہم
عِشق آوارہ کو بیتاب اُٹھا کر لے آئے

اس کو کم ظرفئ رندانِ گرامی کہیئے
نشّے چھوڑ آئے مئے ناب اُٹھا کر لے آئے

انجمن سازئ اربابِ ، ہنر کیا لکھیئے
اُن کو وہ اور اُنھیں احباب اُٹھا کر لے آئے

ہم وہ شاعر ہمیں لکھنے لگے جب لوگ تو ہم
گفتگو کے نئے آداب اُٹھا کر لے آئے

خواب میں لذّتِ یک خواب ہے دُنیا میری
اور مرے فلسفی اسباب اُٹھا کر لے آئے

۱۹۷۸ء

دُعا دُعا چہرہ

دُعا دُعا وہ چہرہ
حیا حیا وہ آنکھیں
صبا صبا وہ زُلفیں
چلے لہو گردش میں
رہے آنکھ میں دِل میں
بسے مرے خوابوں میں
جلے اکیلے پن میں
مِلے ہر اِک محفل میں
دُعا دُعا وہ چہرہ
کبھی کِسی چلمن کے پیچھے
کبھی درخت کے نیچے
کبھی وہ ہاتھ پکڑتے

کبھی ہوا سے ڈرتے
کبھی وہ بارش اندر
کبھی وہ موج سمندر
کبھی وہ سورج ڈھلتے
کبھی وہ چاند نکلتے
کبھی خیال کی رَو میں
کبھی چراغ کی لو میں
دُعا دُعا وہ چہرہ
کبھی بال سُکھائے آنگن میں
کبھی مانگ نکالے درپن میں
کبھی چلے پون کے پاؤں میں
کبھی ہنسے دُھوپ میں چھاؤں میں
کبھی پاگل پاگل نینوں میں
کبھی چھاگل چھاگل سینوں میں
کبھی پُھولوں پُھول وہ تھالی میں
کبھی دئیوں بھری دیوالی میں
کبھی سجا ہوا آئینے میں
کبھی دُعا بنا وہ زینے میں
کبھی اپنے آپ سے جنگوں میں
کبھی جیون موج ترنگوں میں
کبھی نغمہ نور فضاؤں میں
کبھی مولا حضور دُعاؤں میں
کبھی رُکے ہوئے کسی لمحے میں
کبھی دُکھے ہوئے کسی چہرے میں
وُہی چہرہ بولتا رہتا ہوں

وُہی آنکھیں سوچتا رہتا ہوں
وُہی زُلفیں دیکھتا رہتا ہوں

دُعا دُعا وہ چہرہ
حیا حیا وہ آنکھیں
صبا صبا وہ زُلفیں

۱۹۸۴ء

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

یہ جیون باندھ لیا تم سے اب اور کہیں ہمیں جانا نہیں
کِسی اور کو حال سُنانا نہیں نہیں کِسی اور کو دل یہ دِکھانا نہیں

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

☆

تُو اپنی آواز میں گُم ہے میں اپنی آواز میں چُپ
دونوں بیچ کھڑی ہے دُنیا آئینہ الاظ میں چُپ

اوّل اوّل بول رہے تھے خواب بھری حیرانی میں
پھر ہم دونوں چلے گئے پاتال سے گہرے راز میں چُپ

خواب سرائے ذات میں زندہ ایک تو صُورت ایسی ہے
جیسے کوئی دیوی بیٹھی ہو حُجرۂ راز و نیاز میں چُپ

اب کوئی چُھو کے کیوں نہیں آتا اُدھر کا جیون انگ
جانتے ہیں پر کیا بتلائیں لگ گئی کیوں پرواز میں چُپ

پھری کھیل تماشا سارا کِس کے لئے اور کیوں صاحب
جب اس کے انجام چُپ ہے جب اس کے آغاز میں چُپ

نیند بھری آنکھوں سے چُوما دیئے نے سُورج کو اور پھر
جیسے شام کو اب نہیں جلنا کھینچ لی اس انداز میں چُپ

غیب سمے کے گیان میں پاگل کتنی تان لگائے گا
جتنے سُر ہیں ساز سے باہر اُس سے زیادہ ساز میں چُپ

۱۹۷۹ء

☆

وہ میرے خواب اگر خواب کے برابر ہے
تو یعنی مہر بھی مہتاب کے برابر ہے

وفا کی بات کہاں بات تھی مروّت کی
سو اب ی جنس بھی نایاب کے برابر ہے

کوئی نہیں ہے کہیں صرف میں ہی میں زندہ
ی ذائقہ مجھے اسباب کے برابر ہے

خود اپنا قامتِ زیبا ہے میرا اِک اِک یار
ہر اِک رقیب کے احباب کے برابر ہے

طوافِ ذات میں جو شمع تھا وہ پروانہ
بُجھا تو شعلۂ بے تاب کے برابر ہے

جو عشق کھول نہ پائے قبائے ذات کے بند
زمانہ ساز ہے آداب کے برابر ہے

اگر ہوں کچّے گھروندوں میں آدمی آباد
تو ایک ابر بھی سیلاب کے برابر ہے

شکستہ ناؤ ہو اور لوگ بھی شکستہ ہوں
تو ایک لہر بھی گرداب کے برابر ہے

یہ ساحلوں سے خزاہ چُرانے والے لوگ
سمجھ رہے ہیں تہہِ آب کے برابر ہے
۱۹۷۸ء

☆

تُمہارے بعد بھی کچھ دن ہمیں سُہانے لگے
پھر اُس کے بعد اندھیرے دیئے جلانے لگے

چمک رہا تھا وہ چاند اور اُس کی محفل میں
سب آنکھیں آئینے چہرے شراب خانے لگے

خلاء میں تھا کہ کوئی خواب تھا کہ خواہش تھی
کہ اس زمین کے سب شہر شامیانے لگے

نہ جانے کون سے سیّارے کا مکیں تھا رات
کہ یہ زمین و زماں سب مجھے پُرانے لگے

فضائے شام، سمندر، ستارہ جیسے لوگ
وہ باد بان کُھلے، کشتیاں چلانے لگے

بس ایک خواب کے مانند ی غزل میری
بدن سُنائے اُسے رُوح گنگنانے لگے

ہزاروں سال کے انساں کا تجربہ ہے جو شعر
تو پل میں کیسے کُھلے وہ جسے زمانے لگے

سیاہ رات کی حد میں اگر نکل آئے
دیئے کے سامنے خورشید جھلملانے لگے

ہر اک زمانہ زمانہ ہے میر صاحب کا
کہا جو اُن نے تو ہم بھی غزل سُنانے لگے
۱۹۷۸ء

پل

سب چھاؤں دُھوپ کی آنکھیں ہیں کچھ جلی ہوئی کچھ بُجھیں ہوئی
اِدھر اُدھر بس ایک دیا اور چُپ چادر سی تنی ہوئی

باطن ظاہر، ظاہر باطن اصل میں ایک ہی لمحہ ہے
کچھ ہونے والا ہو گزرا کچھ ہونے والا ہونا ہے

عکس بھی زندہ اور ہماری آوازیں بھی زندہ ہیں
اس مرنے سے کیا ہوتا ہے آگے ہم پائندہ ہیں

پیچھے کتنا رستہ چھوڑا آگے کتنا رستہ ہے
سمے میں بہتے آئے ہیں اور سمے میں بہتے رہنا ہے

اس سمے کے چھ پَل بیت گئے اس سمے کا اِک پَل باقی ہے
بس یہ اِک پل جو بیت گیا تو پھر ہستی آفاقی ہے
۱۹۸۰ء

☆

ایک میں بھی ہوں گلہ داروں کے بیچ
میؔر صاحب کے پرستاروں کے بیچ

روشنی آدھی اِدھر آدھی اُدھر
اِک دیا رکّھا ہے دیوراوں کے بیچ

میں اکیلی آنکھ تھا کیا دیکھتا
آئنہ خانے تھے نظّاروں کے بیچ

ہے یقیں مجھ کو کہ سیّارے پہ ہوں
آدمی رہتے ہیں سیّاروں کے بیچ

کھا گیا انساں کو آشوبِ معاش
آ گئے ہیں شہر بازاروں کے بیچ

میں فقیر ابنِ فقیر ابنِ فقیر
اور اسکندر ہوں سرداروں کے بیچ

اپنی ویرانی کے گوہر رولتا
رقص میں ہوں اور بازاروں کے بیچ

کوئی اُس کافر کو اُس لمحے سُنے
گفتگو کرتا ہے جب یاروں کے بیچ

اہلِ دل کے درمیاں تھے میؔر تم
اب سُخن ہے شعبدہ کاروں کے بیچ

آنکھ والے کو نظر آئے علیؔم
اِک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مُصطفےٰ ساروں کے بیچ

۱۹۷۸ء

www.HallaGulla.com Virtual Home for Real People

http://www.hallagulla.com/urdu/

☆

اب تو یُوں خانۂ تنہائی میں محبوب آئے
جیسے مجذُوب کے گھر دُوسرا مجذُوب آئے

اُس سے کہنے کو گئے تھے کہ محبت ہے بہت
اُس کو دیکھا تھا شکستہ دل و محبوب آئے

آگے کیا ہو یہ سُخن آج تو یُوں ہے جیسے
اپنے نام اپنا ہی لِکّھا ہوا مکتُوب آئے

ایک دَربار کی تصویر میں کچھ اہلِ قلم
وقت کی آنکھ نے دیکھا کہ بہت خوب آئے

دُکھ سے پھر جاگ اُٹھی آنکھ ستارے کی طرح
اور سب خواب ترے نام سے منسُوب آئے

ہم نے دل نذر کیا اہلِ محبت کے حضور
اُن نے قامت یہ بڑھایا ہے کہ مصلُوب آئے

میں تری خاک سے لپٹا ہوا اے ارضِ وطن
اُن ہی عشّاق میں شامل ہوں جو معتوب آئے

۱۹۸۰ع

☆

جب لفظ کبھی ادب لکھو گے
یہ لفظ مرا نسب لکھو گے

لکّھا تھا کبھی یہ شعر تم نے
اب دُوسرا شعر کب لکھو گے

جتنا بھی قریب جاؤ گے تم
انساں کو عجب عجب لکھو گے

ہر لمحہ یہاں ہے ایک ' ہونا '
کِس بات کا کیا سبب لکھو گے

انسان کا ہوگا ہاتھ اس میں
اللہ کا جو غضب لکھو گے

جب رات کو نیند ہی نہ آئے
پھر رات کو کیسے شب لکھو گے

بچّے کے بھی دل سے پُوچھ لینا
کیا ہے وہ جسے طرب لکھو گے

صدیوں میں وہ لفظ ہے تمہارا
اِک لفظ جو اپنا اب لکھو گے

میں اپنے وجود کا ہُوں شاعر
جو لفظ لکھوں گا سب لکھو گے

۱۹۷۸ع

☆

چہرہ ہوا میں اور مری تصویر ہوئے سب
میں لفظ ہوا مجھ میں ہی زنجیر ہوئے سب

بُنیاد بھی میری درو دیوار بھی میرے
تعمیر ہوا میں کہ یہ تعمیر ہوئے سب

بتلاؤ تو یہ آب و ہوا آئی کہاں سے
کہنے کو تو تم لہجہ و تاثیر ہوئے سب

ویسے ہی لکھو گے تو مرا نام ہی ہوگا
جو لفظ لکھے وہ مری جاگیر ہوئے سب

مرتے ہیں مگر موگ سے پہلے نہیں مرتے
یہ واقعہ ایسا ہے کہ دلگیر ہوئے سب

وہ اہلِ قلم سائیہ رحمت کی طرح تھے
ہم اتنے گھٹے اپنی ہی تعزیر ہوئے سب

اُس لفظ کے مانند جو کُھلتا ہی چلا جائے
یہ ذات و زماں مجھ سے ہی تحریر ہوئے سب

اتنا سُخنِ میؔر نہیں سہل خُدا خیر
نقّاد بھی اب معتقدِ میؔر ہوئے سب
۱۹۷۸ء

☆

جو مہرباں کوئی چہرہ نظر بھی آتا ہے
تو دل میں گُزرے زمانوں کا ڈر بھی آتا ہے

ہرے بھرے مرے خوابوں کو روندنے والو
خُدائے زندہ زمیں پر اُتر بھی آتا ہے

وہ پیاس ہے کہ دُعا بن گیا ہے میرا وُجود
کب آئے گا جو کوئی ابرِ تر بھی آتا ہے

کبھی جو عشق تھا اب مکر ہوگیا میرا
سمجھ سکے نہ کوئی یہ ہُنر بھی آتا ہے

ابھی چلا بھی نہ تھا اور رُک گئے پاؤں
یہ سوچ کر کہ مرا ہمسفر بھی آتا ہے

ملے گا اور مرے سارے زخم بھر دے گا
سُنا تھا راہ میں ایسا شجر بھی آتا ہے

یہ میرا عہد یہ میری دُکھی ہوئی آواز
میں آگیا جو کوئی نوحہ گر بھی آتا ہے

کوئی چُراکے مجھے کیسے چُھپ سکے کہ علیمؔ
لہو کا رنگ مرے حرف پر بھی آتا ہے

۱۹۷۵ء

☆

میں کیسے جیئوں گر یہ دُنیا ہر آن نئی تصویر نہ ہو
یہ آتے جاتے رنگ نہ ہوں اور لفظوں کی تنویر نہ ہو

اے راہِ عشق کے راہی سُن چل ایسے سفر کی لذّت میں
تری آنکھوں میں نئے خواب تو ہوں پر خوابوں کی تعبیر نہ ہو

گھر آؤں یا باہر جاؤں ہر ایک فضا میں میرے لیے
اِک جُھوٹی سچّی چاہت ہو رسموں کی کوئی زنجیر نہ ہو

جیسے یہ مری اپنی صُورت مرے سامنے ہو اور کہتی ہو
مرے شاعر تیرے ساتھ ہوں میں مایوس نہ ہو دلگیر نہ ہو

کوئی ہو تو محبت ایسی ہو مجھے دُھوپ اور سائے میں جس کے
کسی جذبے کا آزار نہ ہو کسی خواہش کی تعزیر نہ ہو
۱۹۷۵ء

☆

جو اُس نے کیا اُسے صلہ دے
مولا مجھے صبر کی جزا دے

یا میرے دیئے کی لو بڑھا دے
یا رات کو صُبح سے مِلا دے

سچ ہوں تو مجھے امر بنادے
جُھوٹا ہوں تو نقش سب مٹادے

یہ قوم عجیب ہوگئی ہے
اِس قوم کو خُوئے انبیاء دے

اُترے گا نہ کوئی آسماں سے
اِک آس میں دل مگر صدا دے

بچوں کی طرح یہ لفظ میرے
معبُود اِنھیں بولنا سِکھادے

دُکھ دہر کے اپنے نام لِکّھوں
ہر دُکھ مجھے ذات کا مزا دے

اِک میرا وُجود سُن رہا ہے
الہام جو رات کی ہوا دے

مجھ سے مرا کوئی ملنے والا
بچھڑا تو نہیں مگر مِلادے

چہرہ مجھے اپنا دیکھنے کو
اب دستِ ہوس میں آئینہ دے

جس شخص نے عُمرِ ہجر کاٹی
اُس شخص کو ایک رات کیا دے

دُکھتا ہے بدن کہ پھر ملے وہ
مِل جائے تو رُوح کو دُکھادے

کیا چیز ہے خواہشِ بدن بھی
ہر بار نیا ہی ذائقہ دے

چھونے میں یہ ڈر کہ مر نہ جاؤں
چھولوں تو وہ زندگی سوا دے

۱۹۷۵ء

www.HallaGulla.com

ستارہ و ماہتاب لکھنا کہ گرمئ آفتاب لکھنا
ہمیں تمہارے ہی نام لکھنا عذاب لکھنا کہ خواب لکھنا

Virtual Home for Real People

☆

آوارگی پہ ہم نے بہت دن گُزر کیا
جب تھک گئے تو پھر اسی صحرا کو گھر کیا

رنجِ گھک گئے تو پھر اسی صحرا کو گھر کیا
وہ خواب سلسلہ تھا کہ آنکھوں کو تر کیا

اُس کا بدن تھا جامِ شراب اور لب بہ لب
ہم تشنہ لب تھے ہم نے بھی عالم دگر گیا

تھی ایک زندگی کے برابر وہ ایک رات
اُس رات کو بسر کیا اور سحر کیا

ہم پہ تھا ایک عشق کا سایا کہ ساری عُمر
اپنی ہی روشنی میں کیا جو سفر کیا

تم لوگ وہ کہ چھوڑ گئے کربلا کے بیچ
ہم لوگ وہ کہ جن نے تمہیں معتبر کیا

کچھ کم نہیں تھا پہلے بھی پامال میرا شہر
یہ کس کے پاؤں نے اسے پامال تر کیا

کیسی ہوا میں نکلا تھا یہ کاروانِ گُل
آخر خزاں کے ہاتھ لگا رُخ جدھر کیا

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

هم شمعِ حرف پر مٹے اور کیمیا ہوئے
تب دُوسروں کے دل پہ سُخن نے اثر کیا

لِکّھی ہے میر دؔرد کے مصرع پہ یہ غزل
اور اس غزل کو ہم نے اُسی نام پر کیا

۱۹۸۱ء

آزادی

میری قید میں رہنے والوں کا
میں نے خود دروازہ کھولا تھا
انجانے اور جانے پن کی بات نہیں
بس یُونہی
شاید گہری نیند سے اُٹھنا آزادی ہے
آزادی کے ہاتھ کی طاقت
اور سبھی ہاتھوں سے بڑی ہے
کتنی رات پڑی ہے
صُبح تلک اِک دو شاید اور نہ ہوں
جتنی دیر تلک جینا ہے
اُتنی دیر تلک
کوئی شام دھنک
کوئی صُبح مہک
اسی ایک زمیں پر کئی فلک
سایوں کی طرح
ماؤں کی طرح
اِک ٹھنڈک دیں
اور جب آنکھ کُھلے
تو آزادی کے نام کُھلے
مَیں جب قید میں ہوں تو میں نے
اپنی قید میں رہنے والوں کا
دروازہ کیسے کھولا تھا
۱۹۷۸ء

☆

دل کی پاتال سرا سے آئی
دولتِ درد دُعا سے آئی

ہے یہ ایمان کہ اُس کی آواز
سلسلہ وار خُدا سے آئی

ایسا لگتا ہے کہ اُس کی صُورت
عالمِ خواب نُما سے آئی

چلتے ہیں نقشِ قدم پر اُس کے
جس کو رفتار صبا سے آئی

یُونہی قامت وہ قیامت نہ ہوا
ہرادا ایک ادا سے آئی

حُسن اُس کا تھا قیامت اُس پر
وہ قیامت جو حیا سے آئی

ہر صدا آئی پر اُس کی آواز
صرف تسلیم و رضا سے آئی

دل وہ آنسو کہ پلک سے ٹپکا
غم وہ بارش کہ گھٹا سے آئی

اب کے پامال زمینوں پہ بہار
اور ہی آب و ہوا سے آئی

جانِ بیمار میں اُس کے آخر
اُس کے ہی دستِ شفا سے آئی

ہم میں اِک اور بقا کی صُورت
ہم پہ اِک اور فنا سے آئی

ہم نے ہر شے کو الگ سے دیکھا
ہم میں یہ بات جُدا سے آئی

چاک کرتے تھے گریباں اپنا
روشنی بندِ قبا سے آئی

یہ ادا عشق و وفا کی ہم میں
اِک مسیحا کی دُعا سے آئی

آئی جو لہر نئی دل میں علیم
اس کی بخشش سے عطا سے آئی

۱۹۸۳ء

جس میں لہو کی آگ نہ آئے لفظ وہ کیسے زندہ ہو
میرے خواب چُرانے والو میرے دُکھوں سے بھی گزرو

www.HallaGulla.com
Virtual Home
for Real People

☆

اِک شخص سماں بدل گیا ہے
مٹی کا جہاں بدل گیا ہے

بندہ وہ خُدا نہیں تھا لیکن
ہر جسم میں جاں بدل گیا ہے

وہ آخری آدمی خُدا کا
سب لفظ و بیاں بدل گیا ہے

پاؤں میں تھی آدمی کے کب سے
زنجیرِ گراں بدل گیا ہے

ہر نام و نسب کے دور میں وہ
سب نام و نشاں بدل گیا ہے

کہتے ہیں شہید کربلا کے
مفہومِ زیاں بدل گیا ہے

ہر زندہ چراغ ہے اُسی کا
وہ نُور کہاں بدل گیا ہے

پروانے کہاں یہ سُننے والے
اب دور میاں بدل گیا ہے

آواز یہ اُس مکاں سے آئی
وہ شخص مکاں بدل گیا ہے

نیچے سے زمیں نِکل گئی ہے
اُوپر سے زماں بدل گیا ہے

کِس خلوتِ خاص میں گیا وہ
کپڑے بھی یہاں بدل گیا ہے
۱۹۷۸ء

☆☆☆

جتنی دیر ملوں میں اُس سے
اُتنی دیر تو یُوں لگتا ہے
سمے سے لے کر انت سمے تک
سارا جیون میرے پاس

☆

مٹّی تھا میں خمیر ترے ناز سے اُٹھا
پھر ہفت آسماں مری پرواز سے اُٹھا

انسان ہو کسی بھی صدی کا کہیں کا ہو
یہ جب اُٹھا ضمیر کی آواز سے اُٹھا

صُبحِ چمن میں ایک یہی آفتاب تھا
اس آدمی کی لاش کو اعزاز سے اُٹھا

سو کرتبوں سے لکّھا گیا ایک ایک لفظ
لیکن یہ جب اُٹھا کسی اعجاز سے اُٹھا

اے شہسوارِ حُسن یہ دل ہے یہ میرا دل
یہ تیری سر زمیں ہے قدم ناز سے اُٹھا

میں پُوچھ لُوں کہ کیا ہے مرا جبر و اختیار
یارب یہ مسئلہ کبھی آغاز سے اُٹھا

وہ ابر شبنمی تھا کہ نہلا گیا وجود
میں خواب دیکھتا ہوا الفاظ سے اُٹھا

شاعر کی آنکھ کا وہ ستارہ ہوا علیم
قامت میں جو قیامتی انداز سے اُٹھا

☆

کمالِ آدمی کی انتہا ہے
وہ آئندہ میں بھی سب سے بڑا ہے

کوئی رفتار ہوگی روشنی کی
مگر وہ اُس سے بھی آگے گیا ہے

جہاں بیٹھے صدائے غیب آئی
یہ سایہ بھی اُسی دیوار کا ہے

مجسّم ہوگئے سب خواب میرے
مجھے میرا خزانہ مِل گیا ہے

حقیقت ایک ہے لذّت میں لیکن
حکایت سلسلہ در سلسلہ ہے

یُونہی حیراں نہیں ہیں آنکھ والے
کہیں اِک آئینہ رکّھا ہوا ہے

وصالِ یار سے پہلے محبت
خود اپنی ذات کا اِک راستہ ہے

سلامت آئینے میں ایک چہرہ
شکستہ ہو تو کتنے دیکھتا ہے

چلو اب فیصلہ چھوڑیں اُسی پر
ہمارے درمیاں جو تیسرا ہے

رکھو سجدے میں سر اور بُھول جاؤ
کہ وقتِ عصر ہے اور کربلا ہے

کسی بچّے کی آہیں اُٹھ رہی ہیں
غبار اِک آسماں تک پھیلتا ہے

اندھیرے میں عجب اِک روشنی ہے
کوئی خیمہ دیا سا جل رہا ہے

ہزاروں آبلے پائے سفر میں
مُسلسل قافلہ اِک چل رہا ہے

جدھر دیکھوں مری آنکھوں کے آگے
اُنہی نُورانیوں کا سلسلہ ہے

یہ کیسے شعر تم لِکھنے لگے ہو
عبیداللہ تمہیں کیا ہوگیا ہے

۱۹۷۸ء

www.HallaGulla.com

بتا ہی دے گا کہ میں کون تھا کہاں گُزرا
وہ میرا صاحبِ وحی و کتاب ہوگا ہی

Virtual Home for Real People

☆

جب اپنا سُر پاتال ہُوا
تب وحیِ نفس انزال ہُوا

اِک اصل کے خواب میں کھو جانا
یہ وصل ہوا کہ وصال ہُوا

تھا دُکھ اپنی پیدائش کا
جو لذّت میں انزال ہُوا

کن ہاتھوں کی تعمیر تھا میں
کن قدموں سے پامال ہُوا

پن عشق اُسے کیونکر جانو
جو عشق سراپا حال ہُوا

اُس وقت کا کوئی انت نہیں
یہ وقت تو ماہ و سال ہُوا

وہی ایک خلش نہ ملنے کی
ہمیں ملتے دسواں سال ہُوا

ہر اچھی بات پہ یاد آیا
اِک شخص عجیب مثا ہوا

ہر آن تجلّی ایک نئی
لِکھ جانا میرا کمال ہوا

کِس بات کو کیا کہتا تھا میں
تم کیا سمجھے یہ مَلال ہوا

تم کیسی باتیں کرتے ہو
اے یار صغیر ملال ہوا

کل رات سمندر لہروں پر
دیوانوں کا دَھمّال ہوا

اِک رانجھا شہر کراچی میں
اِک رانجھا جھنگ سیال ہوا

۱۹۷۸ء

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

میں ایک طوفاں میں وسطِ دریا تھا
دُوسرے میں کنارِ دریا

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

☆

وہ رات بے پناہ تھی اور میں غریب تھا
وہ جس نے یہ چراغ جلایا عجیب تھا

وہ روشنی کہ آنکھ اُٹھائی نہیں گئی
کل مجھ سے میرا چاند بہت ہی قریب تھا

دیکھا مجھے تو طبع رواں ہوگئی مری
وہ مُسکرادیا تو میں شاعر ادیب تھا

رکھتا نہ کیوں میں رُوح و بدن اُس کے سامنے
وہ یُوں بھی تھا طبیب وہ یُوں بھی طبیب تھا

ہر سلسلہ تھا اُس کا خُدا سے ملا ہوا
چُپ ہو کہ لب کُشا ہو بلا کا خطیب تھا

موجِ نشاط و سیلِ غمِ جاں تھے ایک ساتھ
گلشن میں نغمہ سنج عجب عندلیب تھا

میں بھی رہا ہوں خلوتِ جاناں میں ایک شام
یہ خواب ہے یا واقعی میں خوش نصیب تھا

حرفِ دُعا و دستِ سخاوت کے باب میں
خود میرا تجربہ ہے وہ بے حد نجیب تھا

دیکھا ہے اُس خلوت و جلوت میں بارہا
وہ آدمی بہت ہی عجیب و غریب تھا

لکھّو تمام عمر مگر پھر بھی تم علیم
اُس کو دِکھا نہ پاؤ وہ ایسا حبیب تھا
۱۹۸۳ع

☆

سُخن میں سہل نہیں جاں نکال کر رکھنا
ی زندگی ہے ہماری سنبھال کر رکھنا

کُھلا کہ عشق نہیں ہے کچھ اور اس کے سوا
رضائے یار جو ہو اپنا حال کر رکھنا

اُسی کا کام ہے فرشِ زمیں بچھا دینا
اُسی کا کام ستارے اُچھال کر رکھنا

اُسی کا کام ہے اس دُکھ بھرے زمانے میں
محبتوں سے مُجھے مالا مال کر رکھنا

بس ایک کیفیت دل میں بولتے رہنا
بس ایک نشے میں کود کو نہال کر رکھنا

بس ایک قامتِ زیبا کے خواب میں رہنا
بس ایک شخص کو حدّ مثال کر رکھنا

گُزرنا حُسن کی نظّارگی سے پل بھر کو
پھر اُس کو ذائقہ لازوال کر رکھنا

کسی کے بس میں نہیں تھا کسی کے بس میں نہیں
بلندیوں کو سدا پائمال کر رکھنا

۱۹۸۲ء

☆

ایسی تیز ہوا اور ایسی رات نہیں دیکھی
لیکن ہم نے مولا جیسی ذات نہیں دیکھی

اُس کی شانِ عجیب کا منظر دیکھنے والا ہے
اِک ایسا خورشید کہ جس نے رات نہیں دیکھی

بستر پر موجود رہے اور سیرِ ہفت افلاک
ایسی کِسی پر رحمت کی برسات نہیں دیکھی

اس کی آل وُہی جو اُس کے نقشِ قدم پر جائے
صرف ذات کی ہم نے آلِ سادات نہیں دیکھی

ایک شجر ہے جس کی شاخیں پھیلتی جاتی ہیں
کسی شجر میں ہم نے ایسی بات نہیں دیکھی

اِک دریائے رحمت ہے جو بہتا جاتا ہے
یہ شانِ برکات کسی کے سات نہیں دیکھی

شاہوں کی تاریخ بھی ہم نے دیکھی ہے لیکن
اُس کے در کے گداؤں والی بات نہیں دیکھی

اُس کے نام پہ ماریں کھانا اب اعزاز ہمارا
اور کسی کی یہ عزّت اوقات نہیں دیکھی

صدیوں کی اس دُھوپ چھاؤں میں کوئی ہمیں بتلائے
پُوری ہوتی کون سی اُس کی بات نہیں دیکھی

اہلِ زمیں نے کون سا ہم پر ظُلم نہیں ڈھایا
کون سی نُصرت ہم نے اُس کے بات نہیں دیکھی

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

☆

گزرتی ہے جو دل پر دیکھنے والا فقط تو ہے
اندھیرے میں اُجالا دُھوپ میں سایا فقط تُو ہے

گدائے دہر کا کیا ہے اگر یہ در نہیں وہ ہے
ترے در کے فقیروں کی تو کُل دُنیا فقط تُو ہے

تُو ہی دیتا ہے نشّہ اپنے مظلوموں کو جینے کا
ہر اِک ظالم کا نشّہ توڑنے والا فقط تُو ہے

وُہی دُنیا وُہی اِک سلسلہ ہے تیرے لوگوں کا
کوئی ہوکر بلا اس دیں کا رکھوالا فقط تُو ہے

ہواؤں کے مُقابل بُجھ ہی جاتے ہیں دیئے آخر
مگر جس کے دیئے جلتے رہیں ایسا فقط تُو ہے

عجب ہوجائے یہ دُنیا اگر کُھل جائے انساں پر
کہ اس ویراں سرائے کا دیا تنہا فقط تُو ہے

ہر اِک بے چارگی میں بے بسی میں اپنی رحمت کا
جو دل پر ہاتھ رکھتا ہے خداوندا فقط تُو ہے

مرے حرف و بیاں میں آئینوں میں آبگینوں میں
جو سب چہروں سے روشن تر ہے وہ چہرہ فقط تُو ہے

۱۹۸۴ع

☆

پڑھ اِس طرح اسم اپنے رب کا
سینے میں رکھا ہو درد سب کا

پلکوں سے کہو کہ خاک اُٹھائیں
بھائی یہ مقام ہے ادب کا

دُنیا کے جو خواب دیکھتا تھا
وہ شخص تو مر چُکا ہے کب کا

میں سجدے میں رات رورہا تھا
پُوچھا نہیں اُس نے کچھ نسب کا

تجھ کو تو خبر ہے میرے معبُود
کب ہاتھ بڑھا کہیں طلب کا

مولا میں ترا اُداس شاعر
پیسہ کوئی بھیک میں طرف کا

بے لفظ گیا تھا مانگنے میں
اِک مُلک مجھے دے دیا ادب کا

سینے پہ اُسی نے ہاتھ رکّھا
جب کوئی نہیں تھا جاں بلب کا

میں اُس کا کلام پڑھ رہا ہوں
اُمّی ہے جو علم کے لقب کا

جاتا نہیں شعر کی طرف میں
مقتول ہوں اُس کے حرفِ لب کا

اِک تُو کہ بلند ہر سبب سے
ورنہ تو سبب ہے ہر سبب کا
۱۹۷۸ء

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

یہ خواب ہے تو کوئی اصلِ خواب ہوگا ہی
ہر اک سوال کا آخر جواب ہوگا ہی

☆

منظرِ ہفت سما آنکھ میں جب خُوب آیا
شور عالم میں ہوا پھر کوئی مجذُوب آیا

یہ زمیں غیر کو آباد نہیں کرتی ہے
جب بھی اِس دل میں کوئی آیا تو محبوب آیا

اتنا دُنیا میں کہاں تھا قدِ بالا وہ شخص
ہم تو عاشق ہوئے جب سامنے مصلُوب آیا

اس میں کیا ہے نہیں معلُوم مگر دیکھتے ہیں
جو گیا اُس کی طرف اُس سے ہی منسُوب آیا

کُھل گئی آنکھ مگر خواب نہ ٹُوٹا پھر بھی
کوئی بتلائے یہ عاشق ہے کہ محبوب آیا

۱۹۷۹ء

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

☆

اپنا احوال سُنا کر لے جائے
جب مجھے چاہے منا کر لے جائے

میں نہ جاؤں جو وہاں تو مُجھ کو
میری تنہائی اُٹھا کر لے جائے

وہ مجھے بُھول گیا ہے شاید
یاد آجاؤں تو آکر لے جائے

ہوں خفا اُس سے مگر اتنا نہیں
خود نہ جاؤں گا بُلا کر لے جائے

خالی ہاتھوں کو ملے کی خوشبو
جب ہوا چاہے چُرا کر لے جائے

درِخزانے کا کہیں بند نہیں
یہ خزانہ کوئی آکر لے جائے

دُھوپ میں بیٹھوں تو ساتھی میرا
اپنے سائے میں اُٹھاکر لے جائے

تجھ کو بھی کُوچہ عشّاقاں میں
اپنے مولا سے دُعا کر لے جائے

کوئی قاتل نہیں گزرا ایسا
جس کو تاریخ بچا کر لے جائے

اِک دیا ایسا بھی دیکھا میں نے
ظلمتِ شب کو ہٹا کر لے جائے

کون محبوب ہوا ہے ایسا
اپنے عاشق کو بُرا کر لے جائے

پھر سے آجائے کوئی چُپکے سے
کہیں باتوں میں لا کر لے جائے

اُس کے ہمراہ چلا جاتا ہوں
جو مرے دل کو دُکھا کر لے جائے

کوئی عیسیٰ مرے معبُود کہ جو
تیرے مُردوں کو جِلا کر لے جائے

ایسی دیوانگی و حیرانی
آئینہ کوئی دکھا کر لے جائے

سامنے سب کے پڑی ہے دُنیا
ذات میں جو بھی سما کر لے جائے

ایسے مِلتا نہیں مٹّی کو دوام
بس خدا جس کو بنا کر لے جائے

ہو سُخن ور کوئی ایسا پیدا
جو سُخن میرا چُرا کر لے جائے
۱۹۷۸ء

☆

مِلے ہو تم بچھڑ کر اُداس مت کرنا
کسی جُدائی کی ساعت کا پاس مت کرنا

محبتیں تو خود اپنی اساس ہوتی ہیں
کسی کی بات کو اپنی اساس مت کرنا

کہ برگ برگ بکھرتا ہے پُھول ہوتے ہی
برہنگی کو تم اپنا لباس مت کرنا

بلند ہو کے ہی مِلنا جہاں تلک مِلنا
اس آسماں کو زمیں پر قیاس مت کرنا

جو پیڑ ہو تو زمیں سے ہی کھینچنا پانی
کہ ابر آئے گا کوئی یہ آس مت کرنا

یہ کون لوگ ہیں کیسے یہ سربراہ ہوئے
خُدا کو چھوڑ کے ان کی سپاس مت کرنا
۱۹۷۸ع

☆

اگلی محبتوں کے فسانے کہاں تلک
گُزرے ہوئے گُزاروں زمانے کہاں تلک

آئے ہو تم تو اب نئے خواب و خیال دو
لِکّھوں وُہی میں لفظ پُرانے کہاں تلک

میرے لہو میں جن کا کوئی ذائقہ نہیں
دیکھوں وُہی میں خواب سُہانے کہاں تلک

ہر روز ایک عشق نیا چاہتا ہے دل
بولوں میں جُھوٹ سچ کے بہانے کہاں تلک

ایسی زمین جس کا کوئی آسماں نہیں
ایسی زمیں کے گاؤں ترانے کہاں تلک

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

اک نام ہے کہ جس کے بنے ہیں ہزار نام
روشن رہے وہ نام نہ جانے کہاں تلک

آؤ کہ ان میں پھر کوئی چہرہ اُتار لیں
ترسیں گے اب یہ آئینہ خانے کہاں تلک

دُکھتا ہوں میں کہ ہے ہوسِ آدمی بہت
اُگلے گی یہ زمین خزانے کہاں تلک

کہتا ہے مجھ سے لِلّھا ہوا میرا حرف حرف
سچّا ہوں میں تو کوئی نہ مانے کہاں تلک

۱۹۷۵ء

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

کبھی ملیں پھر

کبھی ملیں پھر
اُسی طرح
اُسی جگہ
اُنھی لوگوں
اُنھی گلیوں، بازاروں میں
اُنھی لمحوں میں
اور اُنھی لمحوں کی لذّت میں
آئینہ وار
اِک عکس سے دُوسرا عکس لپٹتا جائے
وُہی خوش گُمانیوں کے چاند
وُہی بدگُمانیوں کے بھنور
وُہی مدّ وجزر رفاقتوں کے
وُہی عذاب رقابتوں کے
میں کسی سے کوئی کہانی کہوں
تُم کسی سے کوئی کہانی کہو
اور اصل میں ایک کہانی ہو
جو اپنی ہو
کبھی ملیں پھر اُسی طرح اُسی جگہ

۱۹۷۸ع

☆

آغاز کرو بدن سے اور پھر
جاں تک مری جاں نچوڑ جاؤ

یہ کیا کہ مِلو تو ایک پل کو
صدیوں میں اکیلا چھوڑ جاؤ

رستوں میں قدم قدم ملوں گا
تم عشق کے جس بھی موڑ جاؤ

آئینہ پگھل کے جُڑ رہا ہے
آؤ مجھے پھر سے توڑ جاؤ

میں خواب ہوں اصل ڈھونڈتا ہوں
تم اصل سے خواب جوڑ جاؤ

۱۹۸۰ع

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

یاد

کبھی کبھی کوئی یاد
کوئی بہت پُرانی یاد
دل کے دروازے پر
ایسے دستک دیتی ہے
شام کو جیسے تارا نکلے
صُبح کو جیسے پُھول
جیسے دھیرے دھیرے زمیں پر
روشنیوں کا نزول
جیسے رُوح کی پیاس بُجھانے
اُترے کوئی رسول
جیسے روتے روتے اچانک
ہنس دے کوئی ملول
کبھی کبھی کوئی یاد کوئی بہت پُرانی یاد
دل کے دروازے پر ایسے دستک دیتی ہے
۱۹۸۴ء

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

وصالیہ

سب بارشیں ہو کے تھم چکی تھیں
رُوحوں میں دھنک اُتر رہی تھی
میں خواب میں بات کررہا تھا
وہ نیند میں پیار کررہی تھی

احوال ہی اور ہورہے تھے
لذّت میں وصال رورہے تھے
بوسوں میں دُھلے دُھلائے دونوں
نشّوں میں لپٹ کے سورہے تھے

چھوٹا سا حسین سا وہ کمرہ
اِک عالمِ خواب ہورہا تھا
خوشبو سے گلاب ہورہا تھا
مستی سے شراب ہورہا تھا

وہ چھاؤں سا چاندنی سا بستر
ہم رنگ نہارہے تھے جس پر
یُوں تھا کہ ہم اپنی ذات اندر
تھے اپنا ہی ایک اور منظر

سیراب محبتوں کے دھارے
باہم تھے وجود کے کنارے

http://www.hallagulla.com/urdu/

موضوعِ سُخن، سُخن تھے سارے
عالم ہی عجیب تھے ہمارے

جاگے وہ لہو میں سلسلے پھر
تن من کے وُہی تھے ذائقے پھر
تھم تھم کے برس برس گئے پھر
پاتال تک ہوگئے ہرے پھر

جاری تھا وہ رقصِ ہمکناری
نکلی نئی صُبح کی سواری
ایسا لگا کائنات ساری
اِس آن تو ہے فقط ہماری

جب چاند مرا نہا کے نکلا
میں دل کو دیا بنا کے نکلا
کشکولِ دُعا اُٹھا کے نکلا
شاعر تھا صدا لگا کے نکلا

دریا وہ سمندروں سے گہرے
وہ خواب گلاب ایسے چہرے
سب زاویوں ہوگئے سُنہرے
آئینوں میں جب وہ آکے ٹھہرے

۱۹۸۵ء

دیئے کا کام ہے جلنا جلتے جلتے جل جانا
اُس کے بعد بھی رات رہے تو اور کسی کے نام

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

☆

وحشت اُسیس سے پھر بھی وُہی یار دیکھنا
پاگل کو جیسے چاند کا دیدار دیکھنا

اِس ہجرتی کو کام ہوا ہے کہ رات دن
بس وہ چراغ اور وہ دیوار دیکھنا

پاؤں میں گُھومتی ہے زمیں آسماں تلک
اس طفلِ شیر خوار کی رفتار دیکھنا

یارب کوئی ستارہ امید پھر طلوع
کیا ہوگئے زمین کے آثار دیکھنا

لگتا ہے جیسے کوئی ولی ہے ظہور میں
اب شام کو کہیں کوئی مے خوار دیکھنا

اس وحشی کا حال عجب ہے کہ اُس طرف
جانا بھی اور جانبِ پندار دیکھنا

دیکھا تا خواب شاعِر مومن نے اس لیے
تعبیر میں مِلا ہمیں تلوار دیکھنا

جو دل کو ہے خبر کہیں ملتی نہیں خبر
ہر صُبح اِک عذاب ہے اخبار دیکھنا

میں نے سُنا ہے قُربِ قیامت کا ہے نشاں
بے قامتی پہ جُبّہ و دستار دیکھنا

صدیاں گذر رہی ہیں مگر روشنی وُہی
یہ سر ہے یا چراغ سرِدار دیکھنا

اس قافلے نے دیکھ لیا کربلا کا دن
اب رہ گیا ہے شام کا بازار دیکھنا

دوچار کے سوا یہاں لکھتا غزل ہے کون
یہ کون ہیں یہ کس کے طرفدار دیکھنا
۱۹۸۰ع

اِک آنکھ ابھی ٹپکی مجھ میں اِک چہرہ ابھی بلند ہوا
اِس روز و شب کی چادر میں دن عید کا بھی پیوند ہوا

☆

اور سب زندگی پہ تہمت ہے
زندگی آپ اپنی لذّت ہے

میرے اور میرے اس خدا کے بیچ
ہے اگر لفظ تو محبت ہے

اِک سوال اور اِک سوال کے بعد
انتہا حیرتوں کی حیرت ہے

عہد شیطان کا خدا کے ساتھ
سرکشی ہے مگر عبادت ہے

بھید جانے کوئی مگر کیسے
یار کو یار سے جو نسبت ہے

خواب میں ایک شکل تھی میرے
تُو تو اُس سے بھی خوبصورت ہے

پہلے مجھ کو تھی اور اب تیری
میری تنہائی کو ضرورت ہے

گھٹتا بڑھتا رہا مرا سایہ
ساتھ چلنے میں کتنی زحمت ہے

http://www.hallagulla.com/urdu/

زندگی کو مری ضرورت تھی
زندگی اب مری ضرورت ہے

لکھنے والے ہی جان سکتے ہیں
لفظ لکھنے میں جو قیامت ہے

تھی کبھی شاعری کمال مرا
شاعری اب مری کرامت ہے

۱۹۷۸ء

☆

قید ہی شرط ہے اگر یہ بھی مری سزا کرو
وصل کی قید دو مجھے ہجر سے اب رہا کرو

بات کسی سے بھی کرو بات کسی کی بھی سُنو
بیٹھ کے کاغذوں پہ تم نام وُہی لکھا کرو

یار ہمارا ایلیا ہم سے اُٹھا لیا گیا
بیٹھے اب اپنی ذات میں ایلیا ایلیا کرو

۱۹۷۹ء

☆

ایک کہانی ختم ہوئی انجام سے پہلے ہی
یعنی ایک ستارہ ٹوٹا شام سے پہلے ہی

چلی ہوا کے دوش پہ لیکن دُکھوں کی ماری لہر
ساحل سے پھر لوٹ گئی آرام سے پہلے ہی

وقت کے آذر ہاتھ اُٹھا اصنام تراشی سے
دبی ہوئی ہے یہ دُنیا اوہام سے پہلے ہی

مولا ہمّت دیتا ہے تو چلتے ہیں ورنہ
کھڑی ہوئی ہے اِک گردش ہر گام سے پہلے ہی

یا میخانے پی جاتے تھے شاعر رند ترے
یا نشّے سے چُور ہوئے ہیں جام سے پہلے ہی

۱۹۸۱ء

گیت

ایک لکیر اُجالے کی تن سے من تک پھیل گئی
سب سُونی آنکھیں چراغ ہوئیں سب خالی چہرے گلاب ہوئے
اپنا ہی تو ہے جیون اپنا
تاروں سے سجا آنگن اپنا
خوشیوں سے بھرا دامن اپنا
اس رُت کو آؤ سلام کریں جس رُت میں ہم مہتاب ہوئے
ایک لکیر اُجالے کی تن سے من تک پھیل گئی
سب سُونی آنکھیں چراغ ہوئیں سب خالی چہرے گلاب ہوئے
پتّوں پہ ہنسے شبنم جیسے
خُوشبو کا کُھلے پرچم جیسے
کچھ بول اُٹھے موسم جیسے
پل بھر کو سہی پر دیدہ و دل سیراب ہوئے شاداب ہوئے
ایک لکیر اُجالے کی تن سے من تک پھیل گئی
سب سُونی آنکھیں چراغ ہوئیں سب خالی چہرے گلاب ہوئے
جو کِھلے نہیں وہ کِھل جائیں
سب بچھڑے ساتھی مِل جائیں
یارب یہ زخم بھی سِل جائیں
ہم کہہ تو سکیں اس موسم میں سب پُورے اپنے خواب ہوئے
سب سُونی آنکھیں چراغ ہوئیں سب خالی چہرے گلاب ہوئے
ایک لکیر اُجالے کی تن سے من تک پھیل گئی
۱۹۷۲ء

گیت

هم راہی ایسی راہوں کے جن کی کوئی منزل ہی نہیں
یہ جیون پیاس کا صحرا ہے اور سر پہ کوئی بادل ہی نہیں
جانے کے لیے ہر رُت آئی، رہنے کو ہے بس یہ تنہائی
اِک عُمر کا روگ نہ ہو جائے یہ پل دو پل کی سچّائی
سدا یہ آنکھیں سپنے دیکھیں آنے والے زمانوں کے
ہم راہی ایسی راہوں کے
جو چہرہ آنکھوں میں آئے سو خواب نئے دِکھلا جائے
جو ساتھ چلے وہ مِلے نہیں جو بچھڑ گئے وہ یاد آئے
منزل منزل ڈُھونڈ رہے ہیں خواب اپنے ارمانوں کے
ہم راہی ایسی راہوں کے جن کی کوئی منزل ہی نہیں
یہ جیون پیاس کا صحرا ہے اور سر پہ کوئی بادل ہی نہیں
۱۹۷۶ء

گیت

ہری ہری مہندی کے نیچے سُرخ گلاب
تیرے خواب، تیری آنکھوں جیسے
اِنھی گلابوں جیسے
چُومے تیرے ہاتھ مہندی والی رات
ہری ہری مہندی کے نیچے سُرخ گلاب
اِک اِک بُوند میں جیون رکھ دیں
برکھا رکھ دیں ساون رکھ دیں
آ جا ترے ہاتھوں میں مہندی لگائیں ہری ہری
ہری ہری مہندی کے نیچے سُرخ گلاب
اِس خوشبو میں ایک کہانی
کچھ جانی سی، کچھ انجانی
آ جا ترے ہاتھوں میں مہندی لگائیں ہری ہری
ہری ہری مہندی کے نیچے سُرخ گلاب
تیرے خواب، تیری آنکھوں جیسے
اِنھی گلابوں جیسے
چُومے تیرے ہاتھ مہندی والی رات
۱۹۷۶ء

http://www.hallagulla.com/urdu/

گیت

مرے گھر کیسا بادل برسنے آیا
جیون اگن کو اور بڑھایا اور بڑھایا
بولے گا تو میرے لہو میں ہریالی آجائے گی
چُھولے گا تو یہ مٹّی پھر زندہ ہو جائے گی
پر میں نے ایسا کب پایا
مرے گھر کیسا بادل برسنے آیا
ایک دیّا مین جلاؤں گی تو ایک دیا وہ جلائے گا
دیئے کی لَو سے مل جائے گی گھر روشن ہو جائے گا
بٹ گیا لیکن سایا سایا
مرے گھر کیسا بادل برسنے آیا
اک دو سچّے سُر لگ جائیں تو جیون سُکھی ہو جاتا ہے
کتنی دیر کا سُوکھا ساگر سایوں میں کھو جاتا ہے
ایسا بادل کوئی برسنے آیا
جیون اگن کو اور بڑھایا اور بڑھایا
۱۹۷۶ء

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

چہرے

کچھ چہرے ایسے ہوتے ہیں
پل بھر کو آنکھ میں آتے ہیں
اور برسوں دل میں رہتے ہیں

چھاؤں چھاؤں جیسے چہرے
سچّے خوابوں جیسے چہرے
ننّھے بچوں جیسے چہرے

چہرے موم کی گڑیوں جیسے
اوس نہائی پریوں جیسے
شاخ پہ بیٹھی چڑیوں جیسے
۱۹۸۴ء (نامکمل)

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

تن مٹّی، من مٹّی، جیون مٹّی
جیون سے آگے جیون کا درپن مٹّی

☆

چاند جب دیکھا سمندر کے کنارے ہم نے
اور پھیلا دیئے کچھ اپنے کنارے ہم نے

اِک عجب شور مچاتی ہوئی تنہائی کے ساتھ
خود میں دُہرائے سمندر کے اشارے ہم نے

اتنے شفّاف کہ تھے رُوح و بدن آئینہ
اصل کے اصل میں دیکھے تھے نظارے ہم نے

رات کیا ٹُوٹ کے آئی تھی کہ اُس دامن سے
جھولیوں بھر لیے آنکھوں میں ستارے ہم نے

لَوٹ آنے سے ڈریں اور نہ لوٹیں تو دُکھیں
وہ زمانے جو ترے ساتھ گُزارے ہم نے

کُھلتا جاتا ہے کہ یہ جلوہ گری کِس کی ہے
آئینے سامنے رکھے ہیں ہمارے ہم نے

۱۹۸۰ء

http://www.hallagulla.com/urdu/

☆

ہجر کرتے یا کوئی وصل گزارا کرتے
ہم بہر حال بسر خواب تمہارا کرتے

اک ایسی بھی گھڑی عشق میں آئی تھی کہ ہم
خاک کو ہاتھ لگاتے تو ستارا کرتے

اب تو مِل جاؤ ہمیں تم کہ تمہاری خاطر
اتنی دُور آ گئے دُنیا سے کنارا کرتے

محوِ آرائشِ رُخ ہے وہ قیامت سرِ بام
آنکھ اگر آئینہ ہوتی تو نظارا کرتے

ایک چہرے میں تو ممکن نہیں اتنے چہرے
کِس سے کرتے جو کوء عشق دوبارا کرتے

جب ہے یہ خانۂ دل آپ کی خلوت کے لئے
پھر کوئی آئے یہاں کیسے گوارا کرتے

کون رکھتا ہے اندھیرے میں دیا آنکھ میں خواب
تیری جانب ہی ترے لوگ اشارا کرتے

ظرفِ آئینہ کہاں اور ترا حُسن کہاں
ہم ترے چہرے سے آئینہ سنوارا کرتے

۱۹۸۶ء

☆

پہلا شاعر میرؔ ہوا اور اُس کے بعد ہوں میں
پہلے وہ تقدیر ہوا اور اُس کے بعد ہوں میں

ایک اکیلا میں چاہوں تو کیسے رہائی ہو
پہلے وہ زنجیر ہوا اور اُس کے بعد ہوں میں

اُس کا چہرہ دیکھ رہے تھے آئینہ اور میں
پہلے وہ تصویر ہوا اور اُس کے بعد ہوں میں

صرف انا ہی لکھواتی ہے ذات کی ہر سچّائی
میں پہلے تحریر ہوا اور اُس کے بعد ہوں میں

آگے آگے بھاگنے کا ہے ایک سبب یہ بھی
پہلے پیدا ہوا اور اُس کے بعد ہوں میں

حُسن کو اک شمشیر بناتے میں نے عُمر بتائی
تب قامت شمشیر ہوا اور اُس کے بعد ہوں میں

سات سمندر سے گہری ہے شاعر کی گہرائی
کہتے ہیں اِک میرؔ ہوا اور اُس کے بعد ہوں میں

مجھ سے آگے جانے والی میری ہی تنہائی
اس سے وہ تعمیر ہو اور اُس کے بعد ہوں میں

بات بڑے ہی دُکھ کی لیکن کتنی سچّی اچھی
پہلے آیا میؔر ہوا اور اُس کے بعد ہوں میں

جس کا ماننے والا ہوں وہ خوب ہے جاننے والا
لکن کیا تشہیر ہو اور اُس کے بعد ہوں میں
۱۹۷۸ع

☆

سمجھنے والے سمجھ لیں گے استعارۂ ذات
کُھلا ہے قبلہ نُما پرچم ستارۂ ذات

چھلک کے جائے تو جائے کہاں وجود مرا
ہر ایک سمت ہے پھیلا ہوا کنارۂ ذات

بس ایک عشق تجلّی دکھائے جاتا ہے
نکل رہا ہے مُسلسل مرا شمارۂ ذات

وہ کم نظر اسے آشوبِ ذات کہتے ہیں
کہ ایک ذات تلک ہے مرا گُزارۂ ذات

بنانے والے نے اس شان سے بنایا اُسے
جہاں سے دیکھو نظر آئے ہے منارۂ ذات

ہے ایک شمع سے روشن یہ آئینہ خانہ
تو کیا ہے آئینہ خانہ بجُز نظارۂ ذات

اُتر رہا ہے مرے قلب پر وہ عالمِ حرف
کہ جیسے وحیِ خفی ہو مرا شرارۂ ذات
۱۹۷۸ء

☆

مِلتا جُلتا تھا حال مِیؔر کے ساتھ
میں بھی زندہ رہا ضمیر کے ساتھ

ایک نمرُود کی خُدائی میں
زندگی تھی عجب فقیر کے ساتھ

آنکھ مظلوم کی خُدا کی طرف
ظلم اِک ظلمتِ کثیر کے ساتھ

جُرم ہے اب مری محبت بھی
اپنے اُس قادر و قدیر کے ساتھ

اُس نے تنہا کبھی نہیں چھوڑا
وہ بھی زنداں میں ہے اسیر کے ساتھ

کس میں طاقت وفا کرے ایسی
اپنے بھیجے ہوئے سفیر کے ساتھ

سلسلہ وار ہے وُہی چہرہ
عالمِ اصغر و کبیر کے ساتھ

آنے والا ہے اب حساب کا دن
ہونے والا ہے کچھ شریر کے ساتھ

تیرے پیچھے ہے جو قضا کی طرح
کب تلک جنگ ایسے تیر کے ساتھ

شب دُعاؤں میں تر بتر میری
صُبح اِک خوابِ دلپذیر کے ساتھ

اہلِ دل کیوں نہ مانتے آخر
حرف روشن تھا اس حقیر کے ساتھ

۱۹۸۵ء

www.HallaGulla.com Virtual Home for Real People

☆☆☆

ہے شعر لفظ مرا لفظ اِک کہانی ہے
کبھی مِلو تمہیں تازہ غزل سُنانی ہے

مزا ہے آج بھی زندہ چراغ بُجھنے کا
وُہی دیئے سے جلاتی ہوئی جوانی ہے

☆☆☆

☆

زمین جب بھی ہوئی کربلا ہمارے لئے
تو آسمان سے اُترا خُدا ہمارے لئے

اُنھیں غرور کہ رکھتے ہیں طاقت و کثرت
ہمیں یہ ناز بہت ہے خُدا ہمارے لئے

تمہارے نام پہ جس آگ میں جلائے گئے
وہ آگ پُھول ہے وہ کیمیا ہمارے لئے

بس ایک لَو میں اُسی لَو کے گرد گُھومتے ہیں

جلا رکھا ہے جو اُس نے دیا ہمارے لئے

وہ جس پہ رات ستارے لئے اُترتی ہے
وہ ایک شخص دُعا ہمارے لئے

وہ نُور نُور دمکتا ہوا سا اک چہرہ
وہ آئینوں میں حیا ہمارے لئے

درُود پڑھتے ہوئے اُس کے دید کو نکلیں
تو صبح پُھول بچھائے صبا ہمارے لئے

عجیب کیفیتِ جذب و حال رکھتی ہے
تمہارے شہر کی آب و ہوا ہمارے لئے

دیئے جلائے ہوئے ساتھ ساتھ رہتی ہے
تمہاری یاد تمھاری دُعا ہمارے لئے

زمین ہے نہ زماں نیند ہے نہ بیداری
وہ چھاؤں سا اِک سلسلہ ہمارے لئے

سُخن دروں میں کہیں ایک ہم بھی تھے لیکن
سُخن کا اور ہی تھا ذائقہ ہمارے لئے

۱۹۸۵ء

www.HallaGulla.com

ابھی خرید لیں دُنیا کہاں کی مہنگی ہے
مگر ضمیر کا سودا بُرا سا لگتا ہے

Virtual Home
for Real People

آئینہ

میں آئینہ ہوں
اور ہر آنے والے کو وُہی چہرہ دکھاتا ہوں
جو میرے سامنے لائے
مگر اب تھک گیا ہوں
چاہتا ہوں
کوئی مجھ کو اس طرح دیکھے
کہ چکنا چُور ہو جاؤں
۱۹۷۵ء

☆☆☆

بناؤ طاق گڑیوں کے لیے کچھ
تمھارے گھر میں بھی آئی ہے لڑکی

سمندر اُس کے سینے سے بہت کم
سمندر سے بھی کچھ گہری ہے لڑکی

☆☆☆

دُکھ

رائیگاں جانے کا دُکھ
ہر نیا لمحہ گئے لمحے کا دُکھ
جو گزشتہ ہے وہ آئندہ نہیں
اور آئندہ کبھی پایا نہیں
کچھ اگر پایا فقط تو رائیگاں جانے کا دُکھ
۱۹۷۵ء

☆☆☆

کہیں تو چہرۂ گُل آفتاب ہوگا ہی

☆☆☆

☆

دل ہی تھے تھے ہم دُکھے ہوئے تم نے دُکھا لیا تو کیا
تم بھی تو بے اماں ہوئے ہم کو ستالیا تو کیا

آپ کے گھر میں ہر طرف منظرِ ماہ و آفتاب
ایک چراغِ شام اگر میں نے جلالیا تو کیا

باغ کا باغ آپ کی دسترس ہوس میں ہے
ایک غریب نے اگر پھول اُٹھالیا تو کیا

لُطف یہ ہے کہ آدمی عام کرے بہار کو
موجِ ہوائے رنگ میں آپ نہالیا تو کیا

اب کہیں بولتا نہیں غیب جو کھولتا نہیں
ایسا اگر کوئی خُدا تم نے بنالیا تو کیا

جو ہے خدا کا آدمی اُس کی ہے سلطنت الگ
ظلم نے ظلم سے اگر ہاتھ مِلالیا تو کیا

آج کی ہے جو کربلا کل پہ ہے اُس کا فیصلہ
آج ہی آپ نے اگر جشن منالیا تو کیا

لوگ دُکھے ہوئے تمام رن بُجھے ہوئے تمام
ایسے میں اہلِ شام نے شہر سجالیا تو کیا

پڑھنا نہیں ہے اب کوئی سُنتا نہیں ہے اب کوئی
حرف جگالیا تو کیا شعر سُنالیا تو کیا

۱۹۸۶ع

مانا کہ میں جل جل راکھ ہوا دُنیا میں اُجالا ہے کہ نہیں

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People